38

نظامِ جماعت کے احترام اور دعوت الی اللہ پر زور دینے کی تحریک

(فرمودہ ۸- جنوری ۱۹۳۲ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

خطبہ سے پہلے میں دوستوں کو نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ انہیں اس بات کی عادت ڈالنی چاہئے کہ جس بات کا ایک دفعہ خطبہ سے پہلے اعلان ہو اسے اچھی طرح یاد رکھا جائے نظام سلسلہ نظام سلسلہ جس کا ذکر کرتے ہوئے ہماری زبانیں خشک ہوتی ہیں اسی بات کا نام ہے کہ تمام جماعت ایک قانون کی پابند ہو اور وہ بھی ہر حرکت و سکون کو مقررہ نظام کے ماتحت رکھے۔ آوارہ گرد لوگوں اور ایک جماعت میں فرق یہی ہوتا ہے کہ آوارہ گردوں کا کوئی نظام نہیں ہوتا۔ اور ان میں سے ہر شخص اپنی مرضی اور منشاء کے ماتحت کام کرتا ہے مگر جماعت اپنے لئے بعض قوانین مقرر کر کے ان کے ماتحت کام کیا کرتی ہے اور وہ اپنے آپ کو اس بات کی پابند قرار دیتی ہے کہ وہ قائم کردہ نظام سے باہر نہیں نکلے گی۔ اس اصل کے ماتحت تمام لوگ اتحاد اور یکجہتی سے کام کیا کرتے ہیں۔ مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک بہت سے دوست ایسے ہیں جو نہ تو نظام جماعت کو قائم رکھنے کی طرف توجہ کرتے ہیں اور نہ ہی اگر کوئی اعلان ہو تو اسے یاد رکھتے ہیں۔ اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اعلان سن کر یہ خیال کر لیتے ہیں کہ یہ اعلان ہمارے لئے نہیں دوسروں کے لئے ہے۔ مثلاً ابھی چونکہ ایک ٹیکہ کی وجہ سے میرے ہاتھ پر ورم تھا میں نے اعلان کرایا تھا کہ دوست مجھ سے مصافحہ نہ کریں مگر باوجود اس کے کہ جو لوگ مصافحہ کا اس لئے زیادہ حق رکھتے تھے کہ وہ راستہ میں مصافحہ کے لئے بیٹھے تھے انہوں نے مصافحہ تو نہ کیا مگر جب میں ممبر پر پہنچ گیا تو اردگرد کے لوگوں نے مصافحہ کے لئے اٹھنا شروع کر دیا۔ گویا جو لوگ میرے راستہ میں

مصافحہ کی نیت سے بیٹھے تھے سارا قصور انہی کا تھا اور وہی مصافحہ سے محروم رہنے کے قابل تھے مگر دوسروں کا حق تھا کہ وہ مصافحہ کر لیتے۔

میں نے دیکھا ہے حضرت خلیفہ اول بعض دفعہ جب زیادہ بیمار ہوتے تو فرما دیا کرتے کہ دوست اٹھ کر چلے جائیں۔ اس پر بعض لوگ چلے جاتے اور بعض پھر بھی بیٹھے رہتے اس وقت آپ فرمایا کرتے نمبردار بھی اٹھ کر چلے جائیں۔ ایک دفعہ میں بھی آپ کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا لوگ چلے جائیں اس پر بعض لوگ اٹھے اور میں بھی اٹھ کر جانے لگا تو آپ نے روک لیا اور فرمایا تم ٹھہرو۔ یہ سن کر کچھ اور لوگ بھی بیٹھ گئے۔ تب آپ نے فرمایا کہ نمبردار بھی اٹھ کر چلے جائیں۔ میں دل میں حیران تھا کہ نمبرداروں سے کون مراد ہیں۔ اتنے میں آپ نے فرمایا بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ایک بات سن کر یہ خیال کر لیتے ہیں کہ اس کا ماننا دوسروں کے لئے ہے ان کے لئے ضروری نہیں۔ گویا وہ اپنے آپ کو دوسروں سے علیحدہ سمجھ لیتے ہیں اس لئے جب مجھے دوبارہ کہنے کی ضرورت ہو تو میں یہی کہا کرتا ہوں کہ نمبردار بھی اٹھ کر چلے جائیں۔ میں دوستوں کو بتلانا چاہتا ہوں کہ جب کوئی اعلان ہوتا ہے تو اس سے تمام لوگ مراد ہوتے ہیں سوائے اس کے کہ بعض لوگوں کا استثناء کر دیا جائے اور کہہ دیا جائے کہ فلاں فلاں اشخاص مستثنیٰ ہیں۔ اور اگر کسی کو مستثنیٰ نہ کیا جائے تو سب کو اس اعلان کی قدر کرنی چاہئے اور اپنے نظام کو قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ نکاحوں کے متعلق بھی جماعت میں ایک نظام قائم ہو چکا ہے۔ ایسے بہت سے واقعات ہوئے ہیں کہ جب نکاح ہو گیا تو لڑکی نے کہہ دیا کہ میری یہاں مرضی نہیں تھی۔ یا مجھ سے اس نکاح کی اجازت نہیں لی گئی۔ اور ایسے نکاح عدالتوں میں جا کر ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔ بلکہ شرعاً بھی ایسے نکاح قائم نہیں رہتے کیونکہ لڑکی کی رضامندی نہایت ضروری چیز ہے۔ اس لئے دفتر امور عامہ کا فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ اچھی طرح دیکھ لے اور اس بات کی تصدیق کر لے کہ لڑکی رضامند ہے اور اطمینان کر لیا جائے کہ دو معزز آدمیوں کے سامنے لڑکی نے اقرار کیا ہو۔ یا ان کے دریافت کرنے پر خاموش رہی ہو کیونکہ رسول کریم ﷺ نے کنواری کے متعلق فرمایا ہے کہ اس کا سکوت ہی اس کی رضامندی ہے[1] اور یہ مسئلہ اسے اچھی طرح بتا دیا گیا ہو کہ اس کا خاموش رہنا اس کی مرضی سمجھی جائے گی۔ پس اگر امور عامہ اجازت دے تب نکاح ہو سکتا ہے۔ یا لڑکی خود نکاح خواں کے سامنے آ کر اقرار کرے۔ مگر اس کے لئے احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ ساتھ گواہ ہونے چاہئیں تا کہ نکاح خواں پر بعد میں کوئی الزام نہ آئے۔

اس کے بعد میں اپنی جماعت کے دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ میں متواتر بتا چکا ہوں یہ دن خصوصیت سے تبلیغ کے ہیں اور ان ایام میں نہایت جوش کے ساتھ تبلیغ کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ میں نے پچھلے سال بلکہ اس سے بھی پچھلے سال سے تبلیغ پر زور دینا شروع کیا ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کا نتیجہ نہایت خوش کن نکل رہا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت نہایت سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہے۔ مگر یہ ترقی نسبتی ہے حقیقی نہیں کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ جماعت کے بہت سے احباب حقیقی طور پر تبلیغ کی طرف متوجہ نہیں اور جو جماعت کی ترقی کی سرعت ہے وہ بھی حقیقی طور پر اس لئے نہیں کہ ابھی اس مضبوطی سے ہم اپنی جماعت کی شاخیں تمام اکناف میں قائم نہیں کر سکے کہ ہم کارکنوں کی ضرورت سے مستغنی ہو سکیں۔ پس ضروری ہے کہ ہم پہلے سے بھی زیادہ جوش اور اخلاص کے ساتھ کام کریں کیونکہ جب تک ہر سال لاکھوں آدمی ہماری جماعت میں شامل نہ ہوں گے اس وقت تک ہم پورے طور پر ترقی نہیں کر سکیں گے۔ بالعموم پہلی صدی ہی ایسی ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت دنیا میں وسیع طور پر پھیل جاتی ہے۔ اور ہم یہ ترقی حاصل نہیں کر سکتے جب تک لاکھوں آدمی ہر سال ہماری جماعت میں شامل نہ ہوں۔ اور اگر ہم نے پہلی صدی میں ہی اپنی جماعت کو دنیا پر غالب نہ کیا تو پھر اور کون سا وقت ہو گا جب ہم تبلیغ کا کام کریں گے جبکہ پہلی صدی ہی اپنے ساتھ عظیم الشان برکات رکھتی ہے اور پہلی صدی میں ہی تعلیم اور تربیت کا بہترین سامان مہیا ہوتا ہے۔ اگر ہم پہلی صدی میں تبلیغ کی طرف سے کوتاہی کریں گے تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ایک طرف تو ہماری ترقی کو ناقابل تلافی صدمہ پہنچے گا اور دوسری طرف ہماری جماعت کی تربیت میں بھی نقص آجائے گا کیونکہ تبلیغی زمانہ میں اگرچہ جماعت خود تربیت کی طرف پوری طرح توجہ نہیں کر سکتی مگر دشمنوں کی طرف سے متواتر مظالم ہوتے ہیں اور وہ الٰہی سلسلہ میں داخل ہونے والوں کو مختلف قسم کی اذیتیں اور دکھ پہنچاتے ہیں اس لئے انکے ظلم و ستم اور جبر و تشدد کی وجہ سے خود بخود لوگوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت ہوتی چلی جاتی ہے۔ پس الٰہی سلسلہ کی پہلی صدی میں تبلیغ کا کام تو دوستوں کے سپرد ہوتا ہے اور تربیت کا کام دشمنوں کے سپرد۔ مگر بعد کی صدیوں میں چونکہ دشمن کم ہو جاتے ہیں اور دشمنوں کے شدائد کی کمی کی وجہ سے تربیت میں نقص آجاتا ہے اس لئے اس وقت بہت سے جھگڑے پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ پس اگر ہم اس وقت تبلیغ میں سستی ظاہر کرتے ہیں تو یہ سستی تربیت پر بھی برا اثر ڈالتی ہے اور جماعت اگر تعداد کے لحاظ سے کم ہوتی ہے

تو دوسری طرف اس کی تربیت میں بھی کمی آجاتی ہے۔ کیونکہ جب بھی تبلیغ سرد پڑ جائے گی اسی وقت تربیت بھی سرد پڑ جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ دشمنوں کے مظالم دکھ اور تکالیف مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتی ہیں اور یہ تکالیف ہی ایسی چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نصرت لاکر مؤمن کو اللہ تعالیٰ کا عینی مشاہدہ کرادیتی ہیں۔ تب وہ ایمان حاصل ہوتا ہے جو خطرے سے بچاتا اور تمام لغزشوں سے انسان کو محفوظ رکھتا ہے۔

پس میں تبلیغ کے لئے اگرچہ پہلے بھی کئی بار احباب کو توجہ دلاچکا ہوں. مگر اب پھر توجہ دلاتا ہوں اور دوستوں کو تاکید کرتا ہوں کہ وہ اپنی سستی کو دور کریں اور اس جوش سے تبلیغ کا کام کریں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال لاکھوں آدمی سلسلہ میں داخل ہونے شروع ہو جائیں۔ اس سال علاوہ تبلیغ کے میں ایک نئی بات بھی احباب کے سامنے رکھتا ہوں اور وہ یہ کہ وہ خاندان جس میں رہنے والوں کا آپس میں جھگڑا رہتا ہو کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ جب ایک گھر معمولی لڑائی جھگڑے کی وجہ سے اپنی طاقتوں کو کمزور کردیتا ہے تو اگر ایک جماعت میں لڑائی جھگڑا ہو تو یہ کس قدر قابل افسوس بات ہوگی۔ مجھے نہایت ہی افسوس ہے کہ ابھی تک ہماری جماعت میں اتحادِ عمل کی روح پیدا نہیں ہوئی اور کئی لوگ بہت معمولی اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر آپس میں لڑتے اور ایک دوسرے سے ناراض رہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم اس نئے سال کو اس غرض کے لئے وقف کردیں کہ جماعت سے تمام لڑائیاں، جھگڑے، تفرقے اور عناد اللہ تعالیٰ کے فضل سے مٹادیں۔ میں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں اور میرا دوست وہی ہو سکتا ہے جو میری باتوں کو مانے اور ان پر عمل کرے کہ جو اپنے دوسرے بھائی سے کسی وجہ سے نہیں بولتا یا اس سے عداوت اور بغض رکھتا ہے. وہ میرا یہ خطبہ سننے اور پڑھنے کے بعد فوراً اپنے بھائی کے پاس جائے اور اس سے خلوص دل کے ساتھ صلح کرے۔ اور آئندہ کے لئے کوشش کرے کہ آپس میں کوئی لڑائی اور جھگڑا پیدا نہ ہو۔ اللہ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ دلوں کا مل جانا بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اور فرماتا ہے۔ قرآن اور رسول کے ذریعہ ہم نے تمہارے دلوں میں اتحاد پیدا کردیا۔ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا۔ [2] پس تم خدا کی اس نعمت کے ذریعہ آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ وہی کلام اور وہی رسول آج بھی ہم میں موجود ہے۔ اور گو رسول کریم ﷺ کی ذات ہم میں موجود نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے فیوض جاری رکھنے کے لئے آپ کا ایک بروز ہم میں مبعوث کیا اور وہ اس قدر حدیث العہد اور قریب کے زمانہ میں آیا ہے کہ ابھی ہم میں سے سینکڑوں اسے

دیکھنے والے موجود ہیں- پھر اس نے کلام الٰہی کو بھی اپنے معارف اور ان گُروں کی وجہ سے جو اس نے قرآن مجید کے فہم کے لئے ہمیں بتائے تازہ اور زندہ کردیا- پس یہ دونوں نعمتیں جو اتحاد کے لئے ضروری ہیں آج ہم میں موجود ہیں- اللہ تعالیٰ کا کلام بھی ہم میں موجود ہے اور اللہ تعالیٰ کا رسول بھی ہم میں موجود ہے- پس ہم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی وجہ سے آپس میں بھائی بھائی تو بن گئے- اب اگر آپس میں لڑائیاں ہیں' جھگڑے اور تفرقے ہیں' رنجشیں بغض اور عداوتیں ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے کلام سے دوری کی وجہ سے ہیں-

پس ہر بغض جو ذاتیات کی وجہ سے ہے' ہر جھگڑا جو ذاتیات کی وجہ سے ہے' ہر لڑائی جو دنیوی معاملات کی وجہ سے ہے اور ہر کینہ جو دنیاوی وجوہات سے ہے اسے جس قدر جلد دور کرسکتے ہو کرو- تم میں سے ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ وہ یہ خطبہ دوسروں تک پہنچائے اور اس خطبہ کے بعد انہیں جو پہلا موقع میسر ہو اس میں اپنے بھائیوں سے صلح کرے- عناد' بغض' کینہ اور جھگڑے سب کو یکسر مٹا کر محبت پیار اور الفت پیدا کرے- اگر خطبہ سننے کے بعد کسی کو موقع نہ ملے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اور موقع نکال کر اپنے بھائی کے پاس جائے اور اس سے اپنے قصور کی معافی مانگے- یاد رکھو رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص پہلے اپنے بھائی سے معافی مانگتا ہے وہ پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوتا ہے[۴]- تم اگر خدا پر ایمان رکھتے ہو' اگر تمہیں رسول کریم ﷺ کی باتوں پر یقین ہے اور اگر تمہیں جنت کی کچھ بھی قدر ہے تو اس نعمت کے حصول کے لئے دوڑو اور یاد رکھو کہ پانچ سو سال کا تو لمبا عرصہ ہے اگر تمہیں ایک منٹ بھی پہلے جنت میں داخل ہونے کا موقع ملتا ہے تو اسے ضائع مت کرو- تم سوچو کہ ساٹھ یا ستر سالہ عمر کو بآرام گزارنے کے لئے کیا کیا کوششیں کرتے ہو- اور اگر تمہارا ایک سال بھی آرام سے کٹ جائے تو کتنا اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہو- اور آرام کے حصول کے لئے کس قدر قربانیاں کرتے ہو جب تھوڑے سے وقت کو آرام سے گزارنے کی اتنی فکر کرتے ہو تو اگر تمہیں کسی عمل کی وجہ سے ایک لمبا عرصہ آرام اور راحت کا ملتا ہے تو کیوں اسے ضائع کرتے ہو- ہاں جو اللہ تعالیٰ کے لئے لڑائیاں ہیں' جو دین کی غیرت کے لئے لڑائیاں ہیں' جو اسلام کے ناموس کے لئے لڑائیاں ہیں وہ بابرکت لڑائیاں ہیں- وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں اور ہم ان کے ہرگز مخالف نہیں اور ان دینی لڑائیوں میں گو ہم دوسرے کے غلط عقائد کے مخالف ہوتے ہیں مگر ہم اسے اپنی دعا سے محروم نہیں رکھتے- ان لڑائیوں کو علیحدہ کرکے کہ انکے اور اصول ہیں جو محض اپنے نفس کی وجہ سے لڑائیاں ہیں جو

ذاتیات کی وجہ سے جھگڑے ہیں جو اس لئے جھگڑے ہیں کہ فلاں عزت مجھے کیوں حاصل نہیں ہوئی یا فلاں مال مجھے کیوں نہیں ملا یا فلاں درجہ کیوں نہیں حاصل ہوا یا مجھے امام الصلوٰۃ کیوں نہیں بنایا گیا یا لین دین کے معاملات کی وجہ سے جھگڑے ہیں یہ سب دنیوی ہیں اور ان میں سے کوئی بھی دینی جھگڑا نہیں۔ امامت کو میں نے اس لئے شامل کرلیا ہے کہ بہت سے لوگ اسلئے تفرقہ پیدا کردیتے اور دوسروں سے بولنا چھوڑ دیتے ہیں کہ فلاں کو کیوں امام بنایا گیا۔ مجھے کیوں نہیں بنایا۔ یہ سب نفس کے دھوکے اور محض ذاتیات کی وجہ سے جھگڑے ہیں۔ خدا کے لئے وہی لڑائیاں ہوتی ہیں جو دین کے لئے ہوتی ہیں اور ایسے شخص کے متعلق جو دینی لحاظ سے ہمارا دشمن ہے ہمیں یہی حکم ہے کہ اس سے اجتناب کریں۔ مگر ان دینی لڑائیوں کو چھوڑ کر باقی تمام لڑائیوں اور جھگڑوں کو دور کردو اور کوشش کرو کہ اگلا جمعہ نہ آئے مگر ایسی حالت میں کہ تمہاری ان بھائیوں سے جن سے تم نہیں بولتے۔ جن سے تم عناد رکھتے ہو اور جن سے لڑائیاں اور جھگڑے ہیں صلح ہو۔ اور بجائے بغض کے محبت اور بجائے جھگڑے کے آپس میں الفت اور پیار ہو۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی دعائیں زیادہ قبول کرتا ہے[۳]۔ پس ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جب اگلے جمعہ میں ہم پر وہ گھڑی آئے جو دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے تو ہم میں سے ہر شخص کا دل دوسرے کے بغض سے خالی ہو اور ہم خدا کے کلام اور اسکے رسول کی نعمت سے کامل طور پر مستفیض ہوکر فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا کے سچے مصداق ہوں۔

میں امید کرتا ہوں کہ میری اس نصیحت پر جو گو مختصر الفاظ میں ہے مگر نہایت ہی اہم ہے دوست توجہ کریں گے۔ میرا گلا چونکہ خراب ہے اس لئے میں زیادہ تقریر نہیں کرسکتا۔ بعض دفعہ تو معمولی باتیں کرنے کی وجہ سے بھی گلے میں درد ہوجاتا ہے۔ جلسہ سالانہ میں تقریریں کرنے کی وجہ سے گلے میں تکلیف ہوگئی اور یہ تکلیف اس قدر زیادہ ہوگئی کہ ایک دن گلے سے آواز ہی نہیں نکلتی تھی اور بعض دفعہ میں آہستہ بھی نہیں بول سکتا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے گو پہلے کی نسبت بہت سا افاقہ ہے مگر چونکہ تکلیف باقی ہے اس لئے میں زیادہ بول نہیں سکتا۔ مگر میں دوستوں کو اس قدر اور کہہ دینا چاہتا ہوں کہ اب رمضان شروع ہونے والا ہے جو اپنے ساتھ بہت بڑی برکات لاتا ہے۔ ان برکات سے کامل طور پر فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی رنجشوں کو دور کردو۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جو خدا کے لئے آپس میں

دوستیاں کرتے ہیں وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سایہ کے نیچے ہوں گے [5] اور ہم ہرگز یہ تسلیم نہیں کرسکتے کہ جو شخص قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سایہ کے نیچے ہوگا وہ اس دنیا میں اس کی رحمت کے سایہ تلے نہ ہو۔ پس اپنے بھائیوں سے جلد تر صلح کرلو تا اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ تلے جگہ پاؤ۔ اور یاد رکھو رحمت ایسی چیز نہیں جس کی ہمیں ضرورت نہ ہو بلکہ مؤمن کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ضرورت ہوتی ہے۔

حضور جب دوسرا خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو فرمایا:۔

میں نے جو خطبہ پڑھا ہے اس میں میں پھر ان لوگوں کو مخاطب کرکے جو اپنے آپ کو نمبردار سمجھتے ہیں کہتا ہوں کہ ان میں سے کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ میں مظلوم ہوں اس لئے دوسرے سے کیوں صلح کروں اس لئے کہ مظلوم کو صلح کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے کیونکہ جو شخص صلح میں ابتداء کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا وارث بنتا ہے۔ پس اگر اس موقع پر بھی ظالم نے ہی ابتداء کی تو اسے دونوں لحاظ سے فائدہ رہا۔ اس نے یہاں مار پیٹ بھی لیا اور اگلے جہاں میں بھی ثواب کا وارث بن گیا۔ پس وہ لوگ جو اپنے آپ کو نمبردار سمجھتے ہوں انہیں بھی سمجھ لینا چاہئے کہ خواہ وہ اپنے آپ کو مظلوم سمجھتے ہوں تب بھی ان کو پہلے صلح کرنی چاہئے۔ تا ایسا نہ ہو کہ اس جہان میں بھی مظلوم رہیں اور اگلے جہان میں بھی ثواب حاصل نہ کرسکیں۔ ضروری ہے کہ خواہ کوئی مظلوم ہو تو بھی اپنے بھائی کی طرف صلح کے لئے بڑھے اور اپنی باہمی رنجشوں کو دور کردے۔

(الفضل ۱۴۔ جنوری ۱۹۳۲ء)

۱۔ ترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی استیمار البکر والثیب

۲۔ اٰل عمران: ۱۰۴

۳۔

۴۔ مسلم کتاب الجمعة باب فی الساعة التی فی یوم الجمعة

۵۔ بخاری کتاب الایمان باب قول النبی صلی الله علیه وسلم بنی الاسلام علی خمس